

## مدیر کے نام

عبد القدیر سلیم، کراچی

’دینی مدارس کا نظام تعلیم‘ (جولائی ۹۵) ایک نہایت اہم مسئلہ پر فکر اور ترمیم عمل کی دعوت دیتا ہے۔ کاش ہمارے دینی مدارس کے کرتا دھرتا مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی اس فکر میں خود بھی جتلا ہوں جو انہیں دین کا درک رکھنے والے نوجوانوں میں علوم جدیدہ کی تعلیم کے بارے میں تھی اور بقول مولانا مناظر احسن گیلانی ’’اس تعلیمی نصب العین کا چرچا لوگوں میں بعد کو نہیں کیا گیا تھا حتیٰ کہ۔۔۔ سوچنے والے کی بات شاید سوچنے والے کے ساتھ ہی دفن ہو گئی۔‘‘۔ آج بڑے شہروں میں ایسے مدارس ہیں جن کے احاطے (کیسپس) جامعات کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں اور ان کے بجٹ کروڑوں روپے سالانہ کے ہیں۔ وہاں کیوں روایتی دینی تعلیم کے ساتھ علوم عمرانی، (روایتی) طب و جراحات اور فنون کی تعلیم نہیں دی جاسکتی۔

بشیر جموں کے مضمون کی افادیت سے انکار نہیں، لیکن اطلاقی نفسیات اور ذہن کا دینیگی کے سے مضامین لے لیے شاید ترجمان مناسب وسیلہ نہیں۔

اشارات کی حیثیت اب رسالے کے ادارے کے درجے سے اوپر ایک تحقیقی مطالعہ کی ہو گئی ہے۔ اگرچہ ہر ادارہ ہی اپنے موضوع کا کماحقہ احاطہ کرتا ہے لیکن مجھے گستاخ رسول کی سزا سے متعلق تحقیقی مطالعہ بہت اچھا لگا۔ اس کا انگریزی ترجمہ اور اشاعت ہمارے انگریزی ذوق طبقہ کے لیے جو ’لسانی رکاوٹ‘ کا شکار ہیں، ہلکے، اہل مغرب کے لیے بھی مفید ہو گا اور وہ ہمارے جذبات اور موقف سے بہتر طور پر آگاہ ہو سکیں گے۔

عبد الغنی، سعودی عرب

مذکرہ (جولائی ۹۵) اپنی مثال آپ ہے۔ ہو سکتا ہے اس جرات رندانہ پر بعض لوگ آپ کو قابل گردن زدنی قرار دیں لیکن میری رائے میں آپ نے ایک بہت ہی اہم خدمت انجام دی ہے۔ یقیناً ہے کہ ذمہ داران اسے پڑھ کر تبدیلی کے لیے سوچنے پر مجبور ہوں گے۔

پروفیسر غلام اعظم، ڈھاکہ

اپنے مضمون (کارکنوں کے اوصاف مئی ۹۵) کو میں نے تحریک اسلامی کے کارکنوں کے لیے ۷۔ نکات کا عنوان دیا تھا۔ درحقیقت ہر نکتہ صفت نہیں ہے۔ بہر حال مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جون کا شمارہ اوائل ماہ